U63002 , RHC-F.26-1203

Title – FATWA JAWAZIYA SHEIKH ABDUL QADIR JEELANI SHAIAN LILLAH

Creator – Irshad Hussain.

Publisher – Matba Khadimul Taleem (Lahore).

Date – 1336 H.

Pages – 40

Subjects – Islam – Aqayad ; Fuqaa – Fataawi.

لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم

الحمد للہ والمنۃ کہ دریں ایام فرحت انجام

فتوی جواز یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ

مہری و دستخطی علماء کبار و فضلاء نامدار یعنی جناب مولانا ارشاد حسین صاحب

رامپوری و جناب مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی جناب مولانا لطف اللہ صاحب

علی گڑھی و جناب مولانا احمد حسن صاحب کانپوری مولانا محمد نعیم صاحب

لکھنوی و مولانا محمد عین القضاۃ صاحب حیدر آبادی و مولانا محمد مسعود صاحب
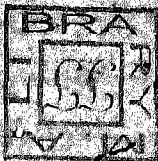
نقشبندی دہلوی وغیرہم سلمہم اللہ تعالی

انجمن نعمانیہ ہند لاہور نے افاضۂ برادران اسلام کے لئے

سنہ ۱۳۲۶ھ میں

مطبع خادم التعلیم لاہور میں چھپوایا

قیمت فی جلد ...
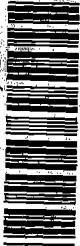
بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین فی السّرّاء والضّرّاء وفی الیسر والعسر وفی النعمۃ والنقمۃ وفی الرّحمۃ والزحمۃ وفی الشّدّۃ والرّخاء وفی العطیۃ والبلاء والسّلام والصلوٰۃ علی من اوذی بنی مثل ما ایذائہ وما ابتلی رسول نحو ابتلائہ ولہذا صار رحمۃ للعالمین وسیّد المرسلین

اما بعد خاکپائے غلامان طریقہ مجددیہ وتراب نعال دردیشان سلسلۂ قادریہ احقر زمن محمد حسن عفی عنہ اس فتوے کے جمع کرنے کا باعث اس طرح عرض کرتا ہے کہ مولد ومسکن اس ذرۂ بیمقدار کا مقام کونکہ متصل کیرت پور ضلع بجنور ہے میرے اکثر عزیز واقارب مخدومی مکرمی جناب قاضی محمد اسمٰعیل صاحب منگلوری کی خدمت میں بیعت ہیں لیکن راقم الحروف کو ابتدائے عمر سے خدام حضرت محبوب صمدانی قیوم ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی نقشبندی فاروقی قدس اللہ تعالٰے سرّہ الاقدس سے ایک محبت خاص ہے اور للہ الشکر کہ حضرت کے خاندان عالیشان کے منتسبوں میں بواسطۂ حضرت قطب جہان غوث زمان [1] واقف علوم ربانی حقانی حضرت مرشدنا حافظ مولانا غلام نبی مجددی قادری للّٰہی رحمۃ اللہ علیہ منتسب ہوا حضرت مرشدنا قدس سرّہ کا یہہ قاعدہ تھا کہ طالب کو عموماً طریقہ قادریہ میں داخل فرمایا کرتے تھے اور سلوک مجددی طے کرتے تھے اور مناسب سلوک ذکر وشغل مثل اسم ذات ونفی اثبات ونوافل وتلاوت قرآن مجید بکثرت درود وغیرہ جو کچھ کہ اس کے وقت وحال کے مفید ومناسب

[1] للہ ایک بستی ضلع جہلم و واقع ملک پنجاب میں ہے ۱۲

وہ جو تعلیم فرماتے تھے اور عنوان طریقہ مجددیہ بھی یہی قرار پایا ہے کہ داخل جاہے کسی
سلسلے میں کریں لیکن سلوک مجددی طے کرائیں چنانچہ جامع الکمالات ظاہری و
باطنی مقبول الصمد حضرت شاہ رؤف احمد احمدی علیہ الرحمہ نے حضرت قطب الاقطاب
غوث الاوتاد حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ کے ملفوظات المسمے بہ
درالمعارف میں تحریر فرمایا ہے کہ عنوان خاندان مجددیہ بر ہمیں قرار یافتہ است
کہ دخل در ہر سلسلہ میکنند وسلوک وتسلیک طریقۂ نقشبندیہ مجددیہ میفرمایند لیکن
حضرت مرشدنا وقبلتنا علیہ الرحمہ بوقت بیعت بعد تعلیم اسم ذات ومراقبہ
بطور حضرات مجددیہ واستغفار وغیرہ برعایت طریقۂ قادریہ یا شیخ
عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کے پڑھنے کو بھی بتعیین وقت وعدد فرمایا
کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگرچہ ندا و استمداد مشروع ہے اور یہہ وظیفہ
اُس قاعدہ سے بھی پڑھنا جائز ہے لیکن فی الواقع اسکو ندا و استمداد سے
کچھ تعلق نہیں بلکہ مطلق ان کلمات میں باذن اللہ تعالیٰ تاثیر ہے کہ اگر
کوئی باجازت کامل پڑھے تو انشاء اللہ تعالیٰ فائدہ ہو۔ چنانچہ حسب
معمول خود اس ناچیز کو بھی فرمایا بعد داخل طریق ہونے کے جب یہہ احقر حضرت
پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سراپا برکت سے واپس آیا اور میرے بعض
عزیز واقارب کو کہ جن کے نزدیک یا شیخ الخ پڑھنا کفر وشرک ہے اس وظیفہ
کا حال معلوم ہوا تو مجھپر طعن وتعرض شروع کئے ہر چند میں نے اُنسے عرض کیا کہ ہمارا
عقیدہ اس وظیفہ کی نسبت ایسا نہیں ہے کہ جس سے معاذ اللہ کفر وشرک لازم
آئے اور یہ صرف ایسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ حضرت شیخ کو متصرف مستقل
وحاضر وناظر سمجھے اگرچہ عقل سلیم اس بات کو تسلیم نہیں کرتی کہ جو شخص خدا اور رسول
پر ایمان رکھتا ہو وہ کسی ولی یا نبی کو عیاذاً باللہ بالاستقلال ہمہ صفات قادر
مطلق سمجھتا ہوگا ھٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ لیکن النادر کالمعدوم کسی جاہل
اور احمق کا ایسا عقیدہ ہو بھی تو وہ کفر وشرک ہے نعوذ باللہ من ذٰلک مگر

افسوس کہ انہوں نے قبول نہ فرمایا حالانکہ مقتضائے دینداری یہ ہے کہ کسی
مسلمان پر کفر و شرک کا فتویٰ تاوقتیکہ وہ اپنے قول کی تاویل نہ کر سکے
دینا درست نہیں اور ظن خیر ہی کرنا چاہئے ۔ اس موقع پر اگر میں اپنے اعزا
کی برادرانہ و دوستانہ شکایت کروں تو بیجا نہیں کہ بجائے اس کے کہ وہ مجھکو
تاویل کرکے کفر و شرک کے فتوے سے بچاتے انہوں نے اور تاویل کرکے کفر و
شرک کے فتوے دئے اور اس ناچیز کی تاویلات پر مطلق توجہ نہ فرمائی ع
از یاران چشم یاری داشتیم ۔ یہ قصہ ختم نہ ہوا تھا کہ گل دیگر شگفت ۔
یعنی اس احقر نے ایک رسالہ حضرت مجدد الف ثانی کے حالات و مقالات میں
المسمّٰی بمقامات امام ربانی مجدد الف ثانی تحریر کیا کہ اسپر یہ مشہور کرکے کہ
راقم نے حضرت مجدد کو پیغمبر اولوالعزم اور انکو قضاء مبرم میں متصرف
لکھا ہے کفر کے فتوے دئے ہر چند کہ احقر کو یقین تھا کہ یہ اعتراض و
الزام صحیح نہیں لیکن تاہم احتیاطاً وہ رسالہ حضرت جامع البرکات
و منبع الحسنات مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی کی خدمت میں
بھیجا اور ان سے التجا کی کہ آپ براہ کرم اسکو از ابتداء تا انتہا بنظر
ملاحظہ فرمالیں اور یہ بھی عرض کیا کہ بعض لوگوں کا یہ اعتراض ہے کہ
اس میں حضرت مجدد کو پیغمبر اولوالعزم اور انکو قضاء مبرم میں متصرف
لکھا ہے اگر آپ کے نزدیک معترضین کے اعتراض بجا ہوں تو آگاہ فرمائیے
کہ میں اس کی اصلاح کردوں چنانچہ مولانا ممدوح نے بعد ملاحظہ رسالہ
مذکور اپنا نوازش نامہ ان الفاظ میں بھیجا ۔ از بندہ رشید احمد عفی عنہ
عنایت فرمائے بندہ مولوی محمد حسن خان صاحب ۔ بعد از سلام مسنون
مطالعہ فرمائید آج آپکا خط آیا مقامات حضرت مجدد قدس سرہ بھی
بندہ دیکھ چکا آپنے اچھی کتاب لکھی ہے اور جو کچھ نقل کیا باسناد
نقشبندیہ کی ہیں اس میں آپکا قصور بتانا نہایت نادانی ہے آپ ناقل ہیں

اور جو کچھ اُن حضرات کا ارشاد ہے وہ سب صحیح اور درست ہے جو نادان اس
حالت پر تکفیر کسی کی کرے وہ بسبب ناواقفیت کے کہ معنے کلام کے نہیں سمجھا
پہلے بھی حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی ایسی ہی کم فہمی کے سبب تکفیر ہوئی تھی مگر
حاشا وکلا وہ بری ہیں کفر و فسق سے اور تمہارا کوئی اس میں قصور نہیں ہے
تم محض ناقل ہو اور معنی اُن رموز کے درست و صحیح ہیں بندہ اُن سادات
کا نہایت معتقد اور اُنکی عقیدت اور محبت کو جزو ایمان جانتا ہے اور آپ
کی اس تصنیف کو عمدہ جانتا ہے اس میں آپ کی محبت اس خاندان عالیشان
سے معلوم ہوئی بندہ بھی اس خاندان میں منسلک ہے اس میں کوئی کلمہ
کفر کا معاذ اللہ نہیں اور جو کلام کسیکے نزدیک موہم ہے وہ بندے
کے نزدیک محمل درست رکھتی ہے اس کتاب کو بندہ بھی رکھنا چاہتا
ہے قیمت سے مطلع فرماویں ارسال کروں البتہ کاتب نے بہت غلطی
کی باوجود غلطنامہ کے بہت غلطیاں باقی ہیں بہرحال بندہ کے
نزدیک سب تحریر آپ کی درست ہے اور جو کسی جگہ موہم ہے وہ محمل
نیک رکھتا ہے اور حضرات کا کلام بالکل پاک عیب سے ہے کتاب عمدہ
لکھی ہے مطمئن رہیئے کچھ پروا نکریں کسی کی طعن ٹلانے کا تو بندہ کو
مقدور نہیں مگر بندہ کے نزدیک کوئی اس میں وجہ کفر و فسق کی نہیں
ہے جس نے تکفیر کی خطا کی بدون سمجھے لکھ دیا بعض کتب جس سے
ماخذ آپ کی کتاب کا ہے بندے کے پاس بھی ہیں میرے والد ماجد شاہ
غلام علی صاحب قدس سرہ کے خلیفہ تھے بندے کو اس خاندان سے
محبت قلبی آبائی ہے انتہی ۔

جناب مولانا صاحب کے اس جواب کو پڑھکر میری اپنی بھی تسلی ہو گئی
اور معترضین کی جانب سے بھی بعد ازاں کچھ نہ سُنا البتہ یا شیخ کے انکار
میں غلو و مبالغہ اس شدت و درجہ کو پہونچا کہ اس معدن عصیان کے پیچھے

نماز نا جائز ٹھہری اور یہ کہا کہ جناب قاضی صاحب نے (یعنی جناب قاضی محمد اسمٰعیل صاحب منگلوری جنسے کہ میرے اکثر اعزا بیعت ہیں) حکم دیا ہے کہ تیرے پیچھے کوئی نماز نہ پڑھے کہ جو شخص یا شیخ الخ پڑھتا ہو اُس کے پیچھے نماز درست نہیں۔ نماز پڑھنے نہ پڑھنے کا تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن اس سوء ظنی پر خیال آیا کہ کہیں ایسا نہ ہو رفتہ رفتہ بھائی بندوں سے نوبت بہ قطع رحم پہونچے اوس وقت میں نے عریضہ مندرجۂ ذیل جناب قاضی صاحب کیخدمت میں اس غرض سے روانہ کیا کہ اس وظیفہ کی نسبت جو میرا عقیدہ ہے وہ اُنپر ظاہر ہو جائے اور اُن کے دل میں جو میری جانب سے سوء عقیدت کی بدگمانی ہے وہ رفع ہو جائے اور جب اُن سے صفائی ہوگئی تو اُن کے مُرید خود بخود بدرجۂ اولے صاف ہو جائیں گے اور جو اندیشہ آپس کے ملال کا ہے وہ قطعی جاتا رہے گا ؛

عریضہ بخدمت شریف جناب قاضی محمد اسمٰعیل صاحب منگلوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

از محمد حسن موقف عرض جناب قاضی محمد اسمٰعیل صاحب دام لطفکم بعد سلام مسنون الاسلام نیاز التیام اینکہ ایک شخص نے مجھسے بیان کیا کہ تیرے پیچھے قاضی صاحب نے نماز پڑھنی ناجائز فرمائی ہے کہ تو یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ پڑھنا جائز رکھتا ہے اور پڑھتا ہے ہر چند کہ کوئی کسی کا فر کہنے سے نہ کافر ہوتا ہے اور نہ نماز پڑھانے سے نجات ہے لیکن انّ بعض الظنّ اثم واسطے رفع بدگمانی کے جو حقیقت حال ہے وہ گزارش کرتا ہوں اس مسئلۂ خاص کی نسبت مجھکو یاد پڑتا ہے کہ میں نے

آپ سے زبانی بھی عرض کیا تھا کہ میں اس طور سے اس کو جائز نہیں رکھتا جس طور سے علما اس کو شرک کہتے ہیں بلکہ میرا بھی یہی عقیدہ ہے کہ جو شخص حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو حاضر ناظر یا عالم الغیب یا حاجت روائے مطلق سمجھکر اس کو پڑھے تو یہ پڑھنا شرک وکفر لیکن اگر بلا عقیدۂ مذکورۂ بالا ان کلمات کی برکت سے باذن اللہ تعالے طلب فیض وحل مشکلات چاہے تو جائز بلکہ معمولات بعض مشایخ جیلانیہ نقشبندیہ سے چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انتباہ میں تحریر فرمایا ہے کہ بعضے اصحاب قادریہ یا شیخ را برائے حصول مطالب باین طور ختم مے کنند کہ اول دو رکعت نفل بعد ازاں یک صد و یازدہ بار کلمہ تمجید و یک صد و یازدہ بار شیئاً للہ یا شیخ عبد القادر جیلانی و نیز خیر الدین رملی نے کہ صاحب درمختار کا اوستاد ہے اور در مختار کے بہت مسائل میں اوس کا حوالہ دیا ہے اپنے فتاوے خیریہ میں اس طرح لکھا ہے کہ یا شیخ عبد القادر فہو نداء واذا اضیف الیہ شیئ للہ فھو طلب الشئ اکراماً للہ فما الموجب لحرمتہ و نیز حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب فرزند جانشین قیومیت حضرت مجدد علیہم الرحمۃ نے کہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ کے پیران کبار سے ہیں اپنے مکتوب ایک سو ساٹھ جلد سوم میں اس کا جواز لکھا ہے علاوہ ازیں اور بہت سے علما اس کے جواز کے قائل ہیں حضرت مولانا و مرشدنا قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ یا شیخ الخ کے یہ معنی نہیں ہیں کہ حضرت غوث الاعظم بروقت پڑھنے اس کے حاضر ہو جاتے ہیں یا آواز سنتے ہیں بلکہ مطلقاً ان کلمات میں تاثیر ہے انشاء اللہ تعالے اور یہ تاثیر کوئی خلاف عقل و نقل نہیں ہے بہت سے ایسے رقیہ ہیں کہ وہ کلمات قرآن مجید سے نہیں ہیں

اور اون میں بحکم الٰہی تاثیر ہوتی ہے مثلاً دفع وبا کے واسطے آپ ہی کا معمول
ہے کہ یہ عبارت لکھکر دروازے پر لگائی جاتی ہے - عبد اللہ کا بوت
آمنہ کا جایا بھاگ رہی وبا محمد صلے اللہ علیہ وسلم آیا یا آنکہ اصحاب
کہف کے نام حفظ غرق وحرق کے واسطے مفید ہیں اور اگر کوئی
شخص حضرت غوث پاک کی طرف متوجہ ہوکر بلا عقائد شرکیہ اس کلام
کو پڑھے اور حضرت غوث پاک باذن اللہ تعالے ادسکو سُنیں اور
اُس غریب کے حال پر توجہ فرمائیں تو اللہ جل شانہ کی قدرت اور اولیاء اللہ
کی خاصہ اور کرامت سے کچھ بعید بھی نہیں واللہ یختص برحمتہ من
یشاء شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اخبار الاخیار میں حضرت غوث اعظم
کے کلام سے نقل کیا ہے فرمودند ہر کہ استعانت کند بمن در کربتے
کشف کرده شود آن کربت ازو وہر کہ ندا کند بنام من در شدتے
کشاده شود آں شدت ازو وہر کہ توسل کند بمن بسوئے خدا در حاجتے
قضا کرده شود آں حاجت مرا اور حضرت میرزا جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ
سے مقامات مظہریہ میں منقول ہے میفرمودند التفات غوث الثقلین
بحال متوسلان طریقہ علیہ ایشاں بسیار معلوم شد باہیچ کس از اہل
این طریقہ ملاقات نشده کہ توجہ مبارک آنحضرت بحالش مبذول نیست
حضرت مجدد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ارباب حاجات از اعزه احیا
و اموات دراں مخاوف و مہالک مدد طلب مے نمایند ومے بینند
کہ صور آں اعزه حاضر شده دفع بلیہ از آنہا نموده است گاہست
کہ آں اعزه را از دفع آن بلیہ اطلاع بود وگاه نبود ازما و شما
بہا نساختہ اند این تشکل لطائف آن اعزه است واین تشکل گاه
در عالم شہادت بود گاه در عالم مثال چنانچہ دریک شب ہزار کس آں
سرور را علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام بصور مختلفہ در خواب مے بینند

جو استفادہ ہائے نمایند اینہمہ تشکل صفات و لطائف او سنت علیہ وعلیٰ
آلہ الصلوٰۃ والسلام بصورت ہائے مثالی و ہمچنیں مریدان از صورت مثالی
پیران استفادہ ہائے نمایند و حل مشکلات مے فرمایند مگر تعجب کہ یا شیخ الخ
کے پڑھنے کو تو آپ کفر و شرک فرمائیں کہ اس میں استعانت و سوال بالغیر ہے
اور خود نور محمدی کے چھبیسویں سوال کے جواب میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں
جو مرید بیچ حل ہونے کسی مشکل کے محتاج شیخ کا ہو شیخ کے تئیں قلب میں
حاضر لا کر زبان دل سے سوال کرے البتہ روح شیخ کی ساتھ اولی ہمت تعالیٰ
کے اپنا عکس ڈال سکے مگر ربط ساتھ شیخ کے کامل اور بخوبی ہو جاوے کہ جس طرح
یا شیخ الخ میں موجب شرک استعانت و سوال بالغیر ہے اسی طرح اسمیں
بھی استعانت و سوال بالغیر موجود ہے پس آیہ ایاک نعبد وایاک
نستعین و حدیث اذا سئلت فاسئل اللہ واذا استعنت
فاستعن باللہ جس طرح یا شیخ الخ پر وارد ہوتی ہے اسی طرح جناب
کی تحریر پر بھی وارد ہوتی ہے اور رابطہ کی جو آپ نے قید لگائی ہے
اُس سے یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ با رابطہ جائز اور بلا رابطہ شرک
بلکہ قید مذکور سے تو یہ مطلب پایا جاتا ہے کہ بلا رابطہ چنداں مفید نہیں ہے
ہاں اس قدر فرق ہے کہ آپکی مراد شیخ سے شاید شیخ زندہ ہے اور حضرت
شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بقید حیات ظاہری نہیں ہیں لیکن
بعقائد اہل سنت و جماعت اولیاء اللہ کو حیات دائمی حاصل ہے لقولہ تعالیٰ
بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ
علیہ اپنی کتاب تذکرۃ الموتیٰ والقبور میں فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ در
حق شہداء میفرماید بل احیاء عند ربہم مراد شاید آن باشد کہ حق تعالیٰ
ارواح شان را قوت اجساد میدہد ہر جا کہ خواہند سیر کنند و این حکم
مخصوص بشہدا نیست انبیا و صدیقان از شہدا افضل اند و اولیا ہم

در حکم شہدا اند کہ جہاد با نفس کردہ اند کہ جہاد اکبر است رجعنا من الجہاد الاصغر
الی الجہاد الاکبر ازان کنایہ است و لہذا اولیاء اللہ گفتہ اند ارواحنا
اجسادنا اجسادنا ارواحنا یعنی ارواح ما کار اجساد میکنند و گاہے
اجساد از غایت لطافت برنگ ارواح مے برآیند و مے گویند کہ رسول خدا
را سایہ نبود صلے اللہ علیہ وسلم ارواح ایشاں در زمین و آسمان در بہشت
ہر جا کہ خواہند میروند و دوستان و معتقدان را در دنیا و آخرت مدد گاری
میفرمایند و دشمنان را ہلاک مے نمایند و از ارواح شاں بطریق اویسیہ
فیض باطنی میرسد۔ انتہی۔ اور قاضی صاحب موصوف الصدر اپنی تفسیر
مظہری میں اسی آیت کے نیچے بزبان عربی اس طرح تحریر فرماتے ہیں ۔
ان اللہ یعطی لارواحھم (اے لارواح الاولیاء) قوۃ الاجساد
فیذھبون من الارض والسماء والجنۃ حیث یشاؤن وینصرون
لاولیائھم ویدمرون علی اعدائھم ان شاء اللہ تعالے
ولذالک قالت الصوفیۃ العلیۃ ارواحنا اجسادنا اجسادنا ارواحنا
وقد تواتر عن کثیر من الاولیاء انھم ینصرون اولیاءھم ویدمرون
اعدائھم ملخصاً حضرت قاضی صاحب کی ہر دو عبارت مذکورہ بالا سے کہ جن کو
دو شاہد عدل کہنا چاہیئے ارشاد الطالبین کے اُس مقام کا بھی جواب ہو سکتا ہے
جو آپ نے اس احقر کے دکھلانے کے واسطے بھیجا تھا اور نیز جس کا تذکرہ آپ نے فیضان
محمدی کے حاشیہ پر کیا ہے بلکہ ان عبارات سے تو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ارشاد
الطالبین کی وہ عبارت شاید اصل مصنف کی عبارت ہی نہیں لیکن اگر
اُس عبارت کو اصل مصنف کی عبارت تسلیم بھی کر لی جائے تاہم کوئی ہرج
نہیں اور یہی کہا جائیگا کہ ارشاد الطالبین میں جو منع از استمداد ہے
اُس سے استمداد بالاستقلال مراد ہے کہ وہ کسی کے نزدیک جائز نہیں
ورنہ قاضی صاحب کی اپنی تحریرات میں اختلاف واقع ہوتا ہے اور نیز

اُن کے پیران کبار کی تحریر و تقریر کے مخالف ہے کما مر اور اگر یہہ تاویل بھی تسلیم
کی جائے تو بھی کچھ مضایقہ نہیں مزید براں نسبت کہ یہہ مسئلہ اختلافی ہے مسائل
اختلافی میں یہہ ضرور نہیں کہ فریق مجوزین کی خواہ مخواہ تردید کیجائے اور قول
مانعین تسلیم ہی کیا جائے اور اگر یہی قاعدہ ہے تو فقہا بلکہ تمام عالم پر عافیت
تنگ ہوتی ہے مثلاً شافعیوں میں بعض ایسے ارکان نماز ہیں جو حنفیوں میں ارکان
نماز نہیں تو اس قاعدے سے شافعیوں کے نزدیک حنفیوں کی نماز نہیں ہوتی اور
حنفیوں کے نزدیک شافعیوں کی نہیں ہوتی یا جیسے ذکر جہر آپ کے نزدیک جائز
ہے اور آپ اوس کو کرتے ہیں حالانکہ مائۃ مسائل میں بجواب سوال تحریر
ہے ذکر جہر در مذہب حنفیہ بدعت است مگر جائیکہ دران ذکر جہر آمدہ مثل
اذان و تکبیرہ دران بدعت نیست سوائے آن بدعت است قال فی فتح القدیر
والاصل فی الاذکار الاخفاء والجہر بہا بدعت انتہی جائیکہ بدعت
راسطلق گزارند بدعت سیئہ مراد باشد چنانچہ از عبارت کتب فقہیہ معلوم
میشود و فی غایۃ البیان شرح الہدایہ فی تعلیل مذہب ابی حنیفۃ لان
الجہر بالتکبیر بدعت و فی البحر ان الجہر بالتکبیر بدعت فی کل
وقت الا للمواضع المستثنیات وصرح قاضی خان فی فتاواہ بکراھیۃ
الذکر جہراً وتبعہ علی ذلک صاحب المصفی و فی فتاوی العلامیہ
فی یمنع الصوفیہ من رفع الصوت والصفق والصریح فی البحر المنتقی
شرح التحفۃ ومنع علی من یفعلہ مدعیاً انہ من الصوفیۃ و
فی البرہان شرح مواہب الرحمان رفع الصوت بالذکر
بدعت لمخالفتہ قولہ تعالیٰ واذکر ربک فی
نفسک تضرعاً وخیفۃ ودون الجہر من القول و قولہ صلی اللہ علیہ
وسلم خیر الذکر الخفی فیقتصر فیہ علی مورد الشرع وقد ورد فی الاضحی
کذا فی رسالۃ محمد عابد الاسدی الانصاری و آنچہ در بعضے احادیث ذکر جہر

ثابت شدہ بغیر مواضع مقرر ہیں بنا بر تعلیم است چنانچہ در شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری تصریح کردہ واستحسن شاہ فلینظر - اب اگر قاعدہ تردید قول مجوزین مجت تعلیم قول مانعین پر عمل کیا جاوے تو ذکر جہر سے قطعی خاموش ہونا چاہئے -

یا آنکہ مسجدوں میں آواز بلند کرنا خواہ ذکر ہی سے کیوں نہو بقول بعض فقہا حرام ہے چنانچہ ملا علی قاری نے شرح شفا و شرح حصن حصین میں لکھا ہے قد صرح بعض علمائنا بان رفع الصوت حرام فی المسجد ولو بالذکر انتہی

ظفر جلیل میں زیر قول فلذلک استحبوا ان یمد صوتہ بقول لا الہ الا اللہ لکھا ہے یعنی دراز کرے آواز اپنی ساتھ قول لا الہ الا اللہ کے پھر جاننا چاہئے کہ درازگی ذکر سے چلانا نہیں سمجھا جاتا ہے کہ چلانا منع ہے اور تصریح کی بعض علما نے ہے کہ آواز بلند کرنی حرام ہے مسجد میں اگرچہ ساتھ ذکر کے ہو انتہی لیکن آپ کے حلقہ و صحبت سے جو شور و غل مسجد میں ہوتا ہے وہ محتاج کسی بیان کا نہیں ہے ظاہر ہے کہ یہ شور آپ کے نزدیک جائز ہی ہوگا جو آپ روا رکھتے ہیں لیکن اگر قول مانعین ہی پر عمل درآمد کا دستور ہے تو ایسا حلقہ جس میں کہ احتمال شور و غل ہو مسجد میں ہونا نہ چاہئے بلکہ خارج از مسجد ہوا کرے یا مثلاً ارشاد محمدی کے بارہویں ارشاد میں طریقہ درود خوانی ایجاد

خود میں جو حضرت رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی تصور کو تحریر فرمایا ہے کہ کسی وقت با وضو خلوت میں بیٹھے اور اس اس طرح ایسے ایسے منبر کا خیال کرے اور اس پر ذات اقدس آں سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہ تخیل جسم مع ادب لحاظ کرے اور جو کچھ دیر اس میں مستغرق رہے سننے تا پھر تصور کرے کہ حضرت آں سرور عالم صلعم ساتھ لباس منیر یا نہایت سفید براق خوشبو لگائے ہوئے اور موئے شریف چکنے چکنے شانہ کئے ہوئے مانگ نکالے ہوئے بال مبارک قریب لو کانوں کے یا نصف گردن شریف یا مونڈھوں تک الخ

اور صاحب صراط مستقیم میں اس قسم کے اشغال کی نسبت اس طرح لکھا ہے

حال این شغل از احوال تصویر معلوم میتوان کرد چه ساختن صورت گناه کبیره
عظیم است و نگاه کردن دران خصوصاً به تعظیم و توقیر البتہ حرام و قول حضرت
ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام که قوم خود را خطاب فرمودند ما
هذه التماثیل التی انتم لها عاکفون باطلاق خود دلالت دارد بر آنکه
عکوف پیش تماثیل ممنوع است و معنی عکوف لزوم حضور است نشسته یا
ایستاده به تعظیم و ادب و محبت و شک نیست که ہر که با صورت ظاہری این
عمل کند البتہ آثم و گنہگار است و تفاوت در عمل آن آثم و گنہگار و شغل
اینکه سالک طالب راه حق ہمین قدر است که در اول تصویر رنگین بر
قرطاس یا مثل وے خواہد بود و در ثانی تصویر تمام صورت بدون جلد
و اشعار و خط و خال در صفحہ خیال خواہد بود و ہرچند بظاہر صورت پرستی
ہست لیکن در باطن صاف صورت پرستی نیست صورت ظاہر آن قدر
وقایق تصویر را حکایت نے کند که صورت خیالی میکند باوجودیکه ہر دو
بے جان اند پس در معنی تصویر صورت خیالی ازید است از صورت
قرطاسی چه فرق درمیان ہر دو نے تواند شد مگر باینکه در صورت اول در
انتظام ظاہر شرع تخلل راه مے یابد و در صورت ثانی انتظام ظاہری را
آسیبے نمیرسد لیکن ہیچکه به نسبت تاثیرش در نفس فاعل این کار است
در صورت دوم ازید از صورت اولے است پس باین وجه میباید که
حرام باشد آپ اگر قول مانعین ہی مسلم رکھا جائے تو اس طریقہ سے بھی احتراز
چاہیئے یا مثلاً مسئلہ توحید وجود که قطع نظر از علماء ظواہر کہ اکابر صوفیہ
بھی اس کو پسند نہیں کرتے چنانچہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں
که توحید وجودی که نفی ماسوا و یک ذات تعالیٰ و تقدس با عقل و
شرع در جنگ است لیکن چونکہ آپ کے نزدیک جائز اور حق ہے آپ
اس کے رواج دہی میں رسالہ و کتابیں چھپوا چھپوا کر ہر خوانده و ناخوانده

کو دیتے ہیں حالانکہ یہ مسئلہ نہ ضروریات شریعت سے ہے نہ طریقت سے بلکہ
ایک معاملہ حالی ہے کہ اوسکو قال میں لانا ضرور نہیں ایک بزرگ نے جناب
رسول خدا صلعم کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ مسئلہ
وحدت الوجود کی نسبت کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا صلعم کہ صاحب الحال
معذور و صاحب القال مغرور اس مقام کے مناسب ایک فقرہ مکتوبات مجددیہ
کا نقل کرتا ہوں عجب است کہ بسیارے از صوفیان عوام را بایمان کشفیہ
والہامیہ خود ہمچو وحدت وجود مثلاً دلالت میکنند و ترغیب بہ تقلید
آنہا مے نمایند و بر عدم آں ایمان تہدیدات مے کنند کاش دلالت بر عدم
انکار ایں امور مے نمودند و بر منکران تہدیدات مے فرمودند چہ ایمان
دیگر است و عدم انکار دیگر ایمان ایں امور لازم نیست امّا از انکار اینہا
محافظت باید نمود تا مبادا انکار ایں امور بہ انکار ارباب ایں امور کشد
و باولیائے حق جل و علا بغض و عداوت پیدا کند بر وفق آرائے علمائے
اہل حق کار باید کرد و از کشفیہ صوفیہ بحسن ظن سکوت باید ورزید و بہ رد و نفی
جرأت نباید کرد ھذا ھو الحق المتوسط بین الافراط والتفریط
واللہ سبحانہ الملہم للصواب اور اسی طرح صراط مستقیم میں
لکھا ہے پیشوائے ما یعنی محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم باں امر نفرمودہ
و ہرگز لب بہ بیان آں نہ کشودہ پس ما را از آں چہ سود اگر امرے کار
آمدنی ما بود بطور صوم و صلوٰۃ برآں آگاہ مے فرمود حریص علیکم
بالمؤمنین رؤف رحیم شان اوست پس سکوت از آں بہتر است
کہ ما را غرضے باں متعلق نیست۔ زیادہ کیا عرض کروں + ؎
اندکے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم * کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است
اب اس عریضہ کو حضرت قیوم ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مکاتیب کے
ایک فقرے پر ختم کرتا ہوں اگر لفظے صادر شدہ است کہ مطابقت بعلوم شرعیہ

توحید وجود ۱۲

پندارد آنرا باید کہ توجیہ از ظاہر صرف نمودہ مطابق باید ساخت و مسلمانے را متہم بجہد کرد و اشاعت فاحشہ و تفضیح فاسق ہر گاہ در شریعت حرام و منکر باشد تفضیح مسلمانے بمجرد اشتباہ چہ مناسب بود و تشہیر آن منادی کردن کدام تدین باشد طریق مسلمانی و مہربانی آنست کہ کلمہ کہ ظاہرش مخالف علوم شرعیہ است اگر از شخصے صادر شود باید دید کہ قائل آن کیست اگر ملحد و زندیق بود آں باید کرد در اصلاح آن نباید کوشید و اگر قائل آں کلمہ از مسلمانان بود و ایمانے بخدا و رسول داشتہ باشد در اصلاح سخن او بکوشید و محمل صحیح از برائے آں پیدا باید نمود یا از آں قائل حل آن باید طلبید و اگر در حل آں عاجز آید تصحیحش باید کرد امر معروف و نہی منکر برفق او کے است کہ با جابت نزدیک است و اگر مقصود اجابت نباشد تفضیح مطلوب بود امر دیگر است اللہ تعالیٰ توفیق دہاد۔ غرض ترسیل عریضہ ہذا سے اظہار حق ہے نہ مجادلہ و مناظرہ امید کہ جناب براہ کرم اس کا جواب تحریری بلا و نعم سے معزز فرمائینگے ورنہ سکوت مفید قبول تصور کیا جائیگا۔ والسلام علی من اتبع الہدے فقط

کمترین محمد حسن از کوٹلہ کبیر امروہہ

جواب از جانب جناب قاضی محمد اسمٰعیل صاحب منگلوری

عنایت فرمائے بر حال بندہ مفتی محمد حسن خان صاحب سلمہٗ

بعد السلام علیک کے عرض ہے کہ اہل اسلام ہے واضح رائے باد خط آپکا دربارہ استفسار مسئلہ آیا حال معلوم ہوا میں تو ایک شخص محض ناخواندہ ہوں مسائل علما سے دریافت کر لیتا ہوں مفتی میں نہیں جو عالم فتوے دیتے ہیں اسپر عمل کر لیتا ہوں اور جو نہو سکے آپ کو گنہگار جانتا ہوں اسو ہمارے بھائی نے علما سے مسئلہ دریافت کیا اور جو مفتیوں سے

فتوے دیدیا اسکو دیکھ لو باقی مجھے تو تحقیق ہے جو صاحب نسبت اویسی اُسکو روح سے آنحضرت کے رابطہ رکھتا ہو اوس کو جائز اور میں کچھ کہ سکتا نہ قابل اعتبار نہیں اور شرک اور کفر کبھی ہے اور مسائل مختلفہ کو جو آپ نے لکھے ہیں کفر وشرک کی بحث میں نہیں چنانچہ مولوی محمد قاسم سے لیکر حضرت محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہم کی تحریر ہے دوسرے کا شروع حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے میرے دونوں پیشوائے طریقت ہیں نہ میری سمجھ سے دونوں باہر ہیں اور نزاع لفظی ثابت ہے ع

کار پاکان را قیاس از خود مگیر۔ قول ہر سخن وقتے وہر نکتہ مکانے والا علماء سے دریافت کرو اور فتوے کو دیکھ لو اور ناراض نہو اور جو مجھے دانستہ اور نادانستہ میں خطا ہوئی معاف فرماؤ باقی خیریت ہے فقط

محمد اسمٰعیل

بجواب نیاز نامۂ کمترین جناب قاضی صاحب نے سرافراز نامہ مندرجہ بالا اپنے دست مبارک سے لکھکر احقر کے پاس بھیجا لیکن اس میں کوئی قطعی بات نہ غائب قلم فرمائی نہ یہی تحریر فرمایا کہ ہم نے تیرے پیچھے نماز پڑھنے کو فلاں فلاں وجہ سے منع کیا ہے اور نہ یہی ارشاد فرمایا کہ نہیں منع کیا اور احقر نے جو وجوہات جواز وظیفہ یا شیخ الخ لکھیں تھیں اُس کے بارے میں کبھی ارقام نہ فرمایا کہ درست ہیں یا نادرست بلکہ یہ تحریر فرمانا کہ علماء سے دریافت کرو اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ جو کچھ جواز کے وجوہات اس لاشئے نے عرض کی تھیں وہ قبول نہیں فرمائیں بنابرآں اکابر علماء وقت کی خدمت میں اس مسئلہ کا استفتا کیا چنانچہ وہ استفتا مع جوابات ذیل میں درج کرتا ہوں اور یہی باعث ان فتووں کے جمع کرنے کا ہوا امید کہ اس جوابات کے دیکھنے سے ہمارے اعزہ کی تسلی و اطمینان ہو جائیگا اور جو ان کے دلوں میں شک و شبہ ہے بالکل

رفع ہو جائینگے بشرطیکہ وہ شکوک لاعلمی و ناواقفی سے ہوں اور اگر خدانخواستہ
نصیب اعدا تعصب و نفسانیت سے ہیں تو ع
نگو بپیر کہ این درد را دوائے نیست ۔ اس فتوے سے کیا ہزار فتووں سے
بھی اطمینان نہ ہوگا ؎ ہر کہ از روے بہ بہبود نداشت ۔ دیدن
روے نبی سود نداشت ۔ لیکن جناب قاضی صاحب کی منصف مزاجی
سے امید قوی ہے کہ انکے خاطر مبارک سے تو اس وظیفہ کی نسبت قطعی
اعتراض جاتے رہینگے اول تو اس وجہ سے کہ یہ استفتا انکے ایما سے
کیا گیا کہ انہوں نے اپنے والا نامہ میں تحریر فرمایا تھا کہ علما سے دریافت کرو
جس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ جو کچھ وہ فتوے دیں درست ہے سو بفضلہ
تعالےٰ انہی کی دعا سے اکابر علما تو اس عاجز کے ہمقلم و ہمزبان نکلے
دوسرے اس وجہ سے کہ جناب قاضی صاحب کا بالکل دار و مدار علماء ہی
کے فتووں پر ہے چنانچہ اپنے ارشاد نامہ مرقومہ بالا میں تحریر فرمایا
ہے کہ میں تو ایک شخص ناخواندہ ہوں مسائل علما سے دریافت کر لیتا
ہوں مفتی میں نہیں جو عالم فتوے دیتے ہیں اُسپر عمل کر لیتا ہوں
اب یہ فتوے علما حاضر ہے عمل کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے جو لکھنے
کو فرمایا تھا وہ حاضر کر دیا ۔ ما علی الرسول الا البلاغ ۔ جناب
قاضی صاحب نے اپنے والا نامہ میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ مجھے تو
تحقیق یہی ہے کہ جو صاحب نسبت اور اس کی روح سے رابطہ رکھتا ہو
اس کو جائز ہے انتہی ۔

جناب ممدوح نے اپنی تحقیق تو تحریر فرمائی لیکن اس تحقیق کے ماخذ
کا حوالہ نہ دیا کہ مخالف کی بھی تسلی ہو جاتی اور تا وقتیکہ اس کا ماخذ
معتبر نہ معلوم ہو جائے اس تحقیق کے قبول کرنے میں تامل ہوگا اول
تو اس وجہ سے کہ یہ کوئی فقہ کا قاعدہ نہیں کہ ایک فعل ایک شخص کے

واسطے شرک ہو اور وہی فعل دوسرے کے واسطے درصورت ثبات عقل و بلوغت جائز ہو هذا من اعجب الاعجوبات کیونکہ تکلیف شرع ہر بالغ و عاقل پر خواہ وہ ولی ہو یا غیر ولی یکساں ہے ہاں اگر جناب ممدوح اس طرح اپنی تحقیق تحریر فرماتے کہ جو صاحب نسبت و رابطہ ہو اُسکو اس وظیفہ کا پڑھنا مفید اور دوسرے کو لا حاصل تو البتہ بادی النظر میں گنجائش تھی اور بالفرض اگر جناب ممدوح کی تحقیق کو براہ حسن ادب صحیح ہی تسلیم کر لیا جائے تو غالباً اُس کا بھی نتیجہ یہی نکل آئیگا کہ اس وظیفہ کے کسی پڑھنے والے پر فتوے شرک نہیں دیا جاسکتا کیونکہ رابطہ نسبت ایک باطنی امر ہے کہ جس کی اطلاع دوسرے کو ضرور نہیں اور جب یہہ صاف طور سے ظاہر نہ ہوا تو بدیں خیال کہ شاید پڑھنے والا صاحب نسبت و رابطہ ہو فتوے کفر و شرک بھی نہیں دے سکتے بلکہ بمقتضائے ظَنُّوا الْمُؤْمِنِيْنَ خَيْرًا یہی گمان کرنا اولے ہوگا کہ ممکن ہے کہ وہ شخص صاحب نسبت و رابطہ ہو اور اس کو پڑھنا جائز ہو اور اسکی تفتیشات ہر خوانندۂ وظیفۂ مذکورہ سے کہ تو صاحب نسبت و رابطہ ہے یا نہیں مخالف قول تعالیٰ لَا تَجَسَّسُوْا ہے البتہ اگر کسی شخص نے اپنا شیوہ و عادت مسلمانوں پر ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر فتوے کفر و شرک دینا ٹھہرا لیا ہو اور اسی کو اپنا کمال ایمان و تقوے سمجھا ہو تو ع خوے بد را بہانۂ بسیار ۔

اس وظیفہ پر کیا موقوف ہے ہزاروں وجوہات تلاش کریگا۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۔

استفتاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ پڑھنا یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا شرک ہے یا جائز اور اگر شرک ہے تو جو شخص اس کو جائز رکھتا ہو یا پڑھتا ہو اُس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں اور اگر نادرست ہے تو جو نماز اُس کے پیچھے پڑھی ہو اُس کا اعادہ چاہئے یا نہیں بیّنوا توجروا ؁

جواب

اس وظیفہ کا پڑھنا جائز اور معمولات بعض مشایخ جیلانیہ سے ہے چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں فرمایا ہے کہ بعضے اصحاب طریقۂ قادریہ یا شیخ را برائے حصول مطالب بایں طور ختم میکنند کہ اول دو رکعت نماز بعد ازاں یکصد و یازدہ بار کلمہ تمجید و یکصد و یازدہ بار شیئاً للہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی انتہی اور جو شخص اس کو پڑھتا ہو اس کے پیچھے نماز درست اور بعض جو اس کے پڑھنے کو شرک و کفر کہتے ہیں و آیہ ایاک نعبد و ایاک نستعین اور والذین تدعون من دون اللہ الخ اور لا تدع من دون اللہ الخ و حدیث اذا سالت فاسئل اللہ و اذا استعنت فاستعن باللہ سے جو اُس کے عدم جواز کا استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگرچہ آیات والذین تدعون من دون اللہ الخ ولا تدع من دون اللہ الخ کا فروں کے حق میں آئی ہیں کہ بتوں کو ندا کرتے تھے لیکن اصول کا قاعدہ ہے کہ اللفظ المخصوص

والحاجۃ المعصوم ہے اس صورت میں کہ حضرت شیخ کو وسیلہ نہ سمجھتا ہو
بلکہ بالاستقلال حاضر و ناظر و متصرف و حاجت روا سمجھے کہ صریح کفر و شرک
ہے اور اگر وسیلہ و مظہر عون الٰہی جانتا ہو تو جائز و روا ہے حضرت شاہ
عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر آیہ ایاک نعبد و ایاک نستعین
تحریر فرمایا ہے کہ استعانت از غیر بوجہیکہ اعتماد بر آں غیر باشد و او را مظہر
عون الٰہی نداند حرام ست و اگر التفات محض بجانب حق است و او را
یکے از مظاہر دانستہ و نظر بکارخانۂ اسباب و حکمت او تعالیٰ در آں
نمودہ بغیر استعانت ظاہری نماید دور از عرفان نخواہد بود و در شرع نیز
جائز و روا است و انبیا و اولیا ایں نوع استعانت بغیر کردہ اند و در
حقیقت ایں نوع استعانت بغیر نیست بلکہ استعانت بحضرت حق است انتہی
توسل و استعانت با ارواح اولیا سیرت سلف و خلف صالحین ہے
چنانچہ جذب القلوب میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے
لکھا ہے ابن ابی شیبہ بسند صحیح آوردہ است کہ در زمان عمر رضی اللہ عنہ
قحط افتاد شخصے بقبر شریف نبوی آمد و گفت یا رسول اللہ استسق
لامتک فانہم قد ھلکوا آنحضرت در خواب او آمد و فرمود برو بعمر
بشارت دہ کہ باران خواہد شد و ابن الجلا میگوید کہ بمدینہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم در آمدم و یک دو فاقہ بر من گذشتہ بود بقبر شریف استادم
و گفتم انا ضیفک یا رسول اللہ و بخواب رفتم پیغمبر خدا را دیدم صلی اللہ
علیہ وسلم رغیفے بمن داد نصفے را خوردم و چوں بیدار شدم
نصف دیگر در دستم باقی بود صاحب مواہب نے لکھا ہے کہ مجھے ایک مرض میں
ایسا درد ہوا کہ اطبا اسکے علاج سے عاجز آگئے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے استعانت کی آرام ہو گیا اور لکھا ہے کہ میں زیارت کے لئے پھر کر مصر جاتا تھا
[illegible]

آرام ہوگیا شیخ محدث دہلوی نے شرح مشکوٰۃ کے باب زیارت قبور میں لکھا ہے
حجۃ الاسلام امام محمد غزالی گفتہ ہر کہ استمداد کردہ شود بوی در حیات استمداد
کردہ میشود بعد از وفات ویکے از مشائخ عظام گفتہ است دیدم چہار کس را
از مشائخ کہ تصرف میکنند در قبور خود مانند تصرفہائے ایشاں در حیات
خود یا بیشتر شیخ معروف کرخی و شیخ عبد القادر جیلانی و دو کس دیگر را از
اولیا رشمردہ و مقصود حصر نیست آنچہ خود دیدہ و یافتہ است گفتہ و سیدی
احمد بن زروق از اعاظم فقہا و مشائخ دیار مغرب است گفت کہ روزے شیخ ابو العباس
حضرمی از من پرسید کہ امداد حی اقوی است یا امداد میت من گفتم قومی میگویند
امداد حی قوی تر است و من میگویم امداد میت قوی تر است پس شیخ گفت نعم
زیرا کہ وے در بساط حق است و در حضرت اوست و نقل در ینمعنی ازیں طائفہ
بیشتر از آنست کہ حصر و احصا کردہ شود و یافتہ نمے شود در کتاب و سنت و اقوال
سلف صالح کہ منافی و مخالف باشد ورد کند ایں را انتہی اور اسی طرح کی کتاب
الجہاد میں لکھا ہے چہ میخواہند ایشاں باستمداد و امداد کہ ایں فرقہ منکر اند
آنرا آنچہ ما میفہمیم ازاں اینست کہ داعی محتاج فقیر الی اللہ دعا میکند خدا را و
طلب میکند حاجت خود را از جناب عزت و غلبہ وے و توسل میکند بروحانیت
ایں بندہ مقرب و مکرم در درگاہ عزت وے و میگوید خداوندا ببرکت ایں
بندۂ تو کہ رحمت کردۂ او را و بلطف و کرمی کہ بوی داری برآوردہ گردان
حاجت مرا کہ تو معطی کریمی یا ندا میکند ایں بندہ مکرم و مقرب را کہ اے بندۂ خدا
اے ولی وے شفاعت کن مرا و بخواہ از خدا کہ بدہد مسئول و مطلوب مرا و قضا
کند حاجت مرا پس معطی و مسئول پروردگار است تعالے و تقدس و نیست
ایں بندہ در میان مگر وسیلہ و نیست قادر و فاعل و متصرف در وجود مگر
حق سبحانہ و اولیائے خدا فانی و ہالک اند در فعل الٰہی و قدرت و سطوت
او و نیست ایشاں را فعل و قدرت و تصرف نہ اکنون کہ در قبور اند

دنہ در آن ہنگام کہ زندہ بودند در دنیا و اگر ایں معنی کہ در امداد و استمداد ذکر کردیم موجب شرک و توجہ بما سوائے حق باشد چنانچہ منکر زعم میکنند پس باید کہ منع کردہ شود توسل و طلب دعا از صالحان و دوستان خدا در حالت حیات نیز و ایں ممنوع نیست بلکہ مستحب و مستحسن ہست باتفاق و شائع است در دین انتہی

تفسیر عزیزی میں سورۂ انشقت کی تفسیر میں لکھا ہے۔ بعضے از خواص اولیاء اللہ را کہ آلۂ جارح تکمیل و ارشاد بنی نوع خود گردانیدہ اند دریں حالت ہم (یعنی در حالت موت) تصرف در دنیا دادہ و استغراق انہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ بایں سمت نمیگردد و اویسیان تحصیل کمالات باطنی از آنہا مے نمایند و ارباب حاجات حل مشکلات خود را از انہا مے طلبند و مے یابند انتہے۔ علاوہ ازیں اوراد ماثورہ میں بھی اس قسم کے اعمال ہیں کہ جو یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ سے مشابہ ہیں چنانچہ حصن حصین میں آیا ہے وان اراد عونا فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یعنی اور جو چاہے مدد کسی امر میں چاہیے کہ کہے اے بندۂ خدا کے مدد کرو میری اے بندۂ خدا کے مدد کرو میری۔ اے بندۂ خدا کے مدد کرو میری ـ اور دوسری جگہ حصن حصین میں آیا ہے ومن کانت لہ ضرورۃ فلیتوضأ فیحسن وضوءہ ویصلی رکعتین ثم یدعوا اللہم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فی حاجتی ہذہ لتقضی لی اللہم فشفعہ یعنی جس کو ہووے کوئی ضرورت پس وضو کرے اور اچھا وضو کرے اور پڑھے دو رکعتیں نفل کی پھر دعا کرے یا اللہ تحقیق میں مانگتا ہوں تجھسے حاجت اپنی اور متوجہ ہوتا ہوں طرف تیرے ساتھ وسیلہ نبی تیرے کے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی رحمت ہیں یا حضرت محمد صلے اللہ

علیہ وسلم تحقیق میں متوجہ ہوتا ہوں ساتھ وسیلے تیرے کے طرف پروردگار
اپنے کے بیچ اس حاجت اپنی کے تا کر روا کیجاوے حاجت واسطے میرے یا اللہ
پس شفاعت قبول کر اُنکی میرے حق میں ظاہر ہے کہ ان ہر دو اعمال میں ندا
اور استمداد موجود ہیں پس جو اعتراض یا شیخ الخ پر وارد ہوتے ہیں وہی
ان اعمال پر بھی وارد ہوتے ہیں لیکن اگر ان کی جواز و عدم جواز کا استفتا
کیا جائے تو یقین ہے کہ جواز ہی کا فتوے دیا جائیگا پس اسی قیاس سے
اگر یا شیخ الخ کی بھی عدم شرک و جواز کا فتوے دیا جائے تو کیا مضائقہ
اور قطع نظر ازیں کہ ندا و استمداد معمول و ماثور ثابت ہوتی ہے لیکن
ثقات سے جو معلوم ہوا وہ یہہ ہے کہ اس وظیفہ میں ندا اور استمداد
سے کچھ تعلق نہیں بلکہ مطلق ان الفاظ میں باذن اللہ تعالے تاثیر ہے۔
اور اگر کسی حاجت کے واسطے پڑھا جاتا ہے تو بحولہ تاثیر ہوتی ہے۔
بشرطیکہ کسی کامل شخص سے پوچھا ہو اور بلا اجازت کاملین اس وظیفہ
کے پڑھنے میں امید تاثیر نہیں پس اس صورت میں اوراد ماثورہ پر مواظبت
اولے و انسب ہے فقط واللہ اعلم و علمہ احکم۔

کتبہ فقیر حقیر محمد حیدر اللہ عفی عنہ
جلال پوری

اللہ در من اجاب فقد اجاد و اصاب واختار ما ھو مختار الاخیار
واثر ما ھو الماثور عن العلماء الکبار۔

(مہر: اللہ ... محمد)

محمد لطف اللہ علیگڑھی عفا اللہ عنہ

اس کا پڑھنا شرک اُس وقت ہے کہ شیخ کو عالم غیب و متصرف مستقل جانے
اور جو اس لفظ میں برکت و اثر جانکر پڑھے تو بعض مشائخ قادریہ کا معمول
ہے اپنے پڑھنے پر تکفیر ہو سکے اور نہ تفسیق اگرچہ ایسے وظیفہ کا۔

پڑھنا اولےٰ[1] بھی نہیں اور کسی مسلمان پر گمان کفر شرک فسق کا کرنا جب تک تاویل اُس کے قول کی حسن ہو سکے درست نہیں ہاں اگر وہ اقرار کرے کہ میری مراد معنی کفر کے ہیں تو مضائقہ نہیں اور جب تک کہ وہ اقرار کچھ نہ کرے تو تاویل کر کے مسلمان بناوے اور جو تاویل اچھی بیان کرے تو پھر اس پر گمان بد کرنا خود معصیت ہے۔ انّ بعض الظنّ اثم لہذا ایسے شخص کی امامت بھی درست ہے اور پہلی صلوٰۃ بھی درست ہے اور باہم اتفاق واجب ہے۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم۔

رشید احمد

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

پڑھنا یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کا جائز ہے اسکو مطلقاً شرک اور کفر کہنا خلاف حق ہے اگرچہ بانضمام نیت فاسدہ کسی خوانندہ کے احتمال شرک کا بھی ہو سکتا ہے لیکن وہ احتمال راجع طرف اُس کی نیت فاسدہ کے ہے نہ طرف نفس جملہ مذکورہ کے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جملہ مذکورہ میں دو امر ہیں ایک ندا ساتھ لفظ یا شیخ عبد القادر جیلانی کے دوسرے سوال کرنا حضرت شیخ موصوف سے ساتھ لفظ شیئاً للہ کے امر اوّل یعنی ندا کرنا چند طور پر ہو سکتا ہے اول بمقتضائے اوعائے مجرد جس کو اصطلاح اہل معنی و بیان میں التفات کہتے ہیں کہ پکارنے والا غائب کو حاضر قرار دیکر پکارتا ہے اور اپنے کلام میں مخاطب گردانتا ہے چنانچہ اکثر شعرا اور فصحا کلام میں اس قسم کی ندا واقع ہے یا صراحتہً کلام غائبانہ سے انتقال ہو کے خطاب حاضرانہ کر کے ندا کرتا ہے۔ دوسرے بمقتضائے

[1] اولےٰ ذکر جہر بھی نہیں کہ حدیث شریف میں وارد ہے خیر الذکر الخفی ۱۲

غم والم کہ مغموم حالت غم میں اموات کو پکارتا ہے تیسرے بمقتضاے فرط محبت
اور ثوران مودت کے کہ محب عاشق غلبہ شوق اور ولولہ ذوق میں اپنے محبوب
غائب کو پکارتا ہے کہ اس سے اوس کے دل مضطر کو کچھ تسکین ہوتی ہے۔
چوتھے حالت خوف و مرض میں جیسے بیمار یا خائف حالت شدت مرض یا
خوف میں اپنے ماں باپ اور دیگر غمخواروں کو بے اختیار پکار بیٹھتا ہے اون
اُن کے حاضر ناظر ہونے اور سننے سنانے کا اُس کے دل میں تصور بھی نہیں
ہوتا یا پانچویں محض بقصد تبرک باسم گرامی منادی کے بطریق حکایت
اور عبادت جیسے یا ایہا المزمل اور یا ایہا المدثر کہ
اس کا پڑھنے والا کلام حق سبحانہ کو بطریق حکایت واسطے عبادت
کے تلاوت کرتا ہے۔ ساتویں واسطے امتثال امر شارع کے جیسے تشہد
میں السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہ یہیں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر سلام پہنچانا ساتھ ندا کے حکم شرعی ہے یا بطور تصور کے اپنے
قلب میں آنحضرت صلعم کا وجود با جود بشخصہ حاضر کرکے یعنی تصور
صورت مبارک کا کرکے ندا کرے اور سلام پہنچاوے اور یقین کرے
کہ آنحضرت صلعم کو میرا سلام پہونچا اور آنحضرت صلعم نے جواب سلام
دیا چنانچہ امام غزالی رح احیاء العلوم میں بیان تشہد میں لکھتے ہیں۔
واحضر فی قلبک النبی صلعم وشخصه الكريم وقل السلام
علیک ایها النبی ورحمة الله وبرکاته ولیصدق املک فی انه
یبلغه ویرد علیک ما هو اوفی منه انتهى آٹھویں بطریق توسل
واستمداد بنہج معہود شرعی ندا کرنا اگرچہ نسبت اموات کے ہو جیسے
آنحضرت صلعم نے خود ندا کرنا ساتھ نام نامی اور اسم گرامی اپنے کے
تعلیم فرمایا چنانچہ جامع ترمذی میں ہے عن عثمان ابن حنیف ان
رجلا ضریرا اتی النبی صلعم فقال ادع الله ان یعافینی

قال ان شئت دعوت وان شئت صبرت فهو خیر لک قال فادعه قال فامره ان یتوضا فیحسن وضوءه ویدعوا بهذا الدعاء اللهم انی اسئلک واتوجه الیک بنبیک محمد نبی الرحمة یا محمد انی توجهت بک الی ربی فی حاجتی لتقضی اللهم شفعه انتهیٰ اور جذب القلوب کے پندرھویں باب میں ہے کہ توجہ واستمداد با آنحضرت صلعم بعد از وفات درود نیز آثار ورود یافتہ طبرانی در معجم کبیر از عثمان ابن حنیف روایت مے آرد کہ مردے بود کہ او را نزد عثمان ابن عفان حاجتے بود کہ روا نمے شد وعثمان بن عفان رض اصلا بحال او التفات نمے داشت آں مرد خود را بہ عثمان بن حنیف برد وصورتِ علاج آں بازجست گفت رو وضو کن ومسجد درآ و دو رکعت نماز بگذار وبگو اللهم انی اسئلک واتوجه الیک بنبیک محمد نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بک الی ربی لتقضی حاجتی الخ غرض فقط بطور عمل ندا کرنا بہ سبب وجوہ ندا کے جائز ہیں اس لئے کہ انمیں اعتقاد استقلال غیب ذاتی اور منادی کو حقیقۃً حاضر اور ناظر جاننا اور یہہ سمجھنا کہ میرے پکارنے کو حتماً ہر حال میں باستقلال یعنی بغیر سنا دینے حقتعالٰے کے سُننتے ہی نہیں البتہ اگر کوئی باعتقاد کذائی ندا کرے تو حکم شرک اسپر ممکن ہے لیکن اہل اسلام سے ایسا عقیدہ بہت مستبعد ہے اور حق تعالٰے کے عباد کو مطلقاً بوقت حاجت اور استمداد کے پکارنا احادیث میں وارد ہے چنانچہ حصن حصین میں علامہ جزری نے یہہ حدیث بروایت طبرانی نقل کی ہے اذا انفلتت[۱] دابة احدکم فلیناد یا عباد الله

[۱] یہہ حدیث طرق متعددہ سے مروی ہے اس کی نسبت جامع الدرر شرح حصن حصین میں لکھا ہے قال بعض العلماء الثقات هذا حدیث حسن انتهیٰ اور حافظ ابو الحسن ہیثمی نے مجمع الزوائد میں اسکو ذکر کرکے (بقیہ حاشیہ بصفحہ ۲۷)

اعینونی وایضاً منہ ان اراد عونا فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یاعباد اللہ اعینونی یاعباد اللہ اعینونی انتھیٰ اور اس حدیث شریف کو ملائکہ حاضرین کے ساتھ خاص کرنا تخصیص بلا دلیل ہے اور امر ثانی یعنی سوال کرنا ساتھ شیئاً للہ کے دو طریق پر ہوسکتا ہے ایک طلب بجہت تعظیم اور اکرام حقتعالیٰ کے بایں طور کہ اس میں ذکر اللہ تعالیٰ کے واسطے تعظیم اور اکرام الٰہی یا واسطے تبرک کے ہو دوسرے طلب بجہت حاجت حق تعالیٰ کے طریق اول جائز ہے آیہ کریمہ فانّ للہ خمسہ اس کی دلیل واضح ہے تفسیر بیضاوی میں اسکی تفسیر میں لکھا ہے والجمہور علی ان ذکر اللہ تعالیٰ للتعظیم کما فی قولہ تعالیٰ واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ وانّ المراد قسم الخمس علی الخمسۃ المعطوفین انتھیٰ اور طریق ثانی ناجائز موجب شرک وکفر ہے لیکن کوئی اہل اسلام اگرچہ عوام سے ہو یہ طریق قصد نہیں کرتا بلکہ جوکوئی اللہ تعالیٰ کے واسطے دیتا ہے یا طلب کرتا ہے یا اُس کے واسطے مقرر کرتا ہے تو اُس میں تعظیم اکرام الٰہی اور حاجت روائی کسی فقیر محتاج کی اُس کا مقصد ہوتا ہے جس کا اثر مرتب ثواب اخروی ہے نہ حاجتمندی حق سبحانہ وتعالیٰ عن ذٰلک علوًا کبیرا کی جیسے فانّ للہ خمسہ

(بقیہ حاشیہ) لکھا ہے۔ ورجالہ ثقات اور حافظ بن حجر عسقلانی نے زوائد بزار میں اس کی تحسین کی ہے علاوہ بریں حصن حصین میں ہونا اس حدیث کا اس کی صحت کی دلیل ہے سوائے اس کے فضائل اعمال میں اور مناقب وغیرہ میں سوائے احکام کے حدیث ضعیف بھی حجت ہوتی ہے۔ چہ جائیکہ بعض نے اُس کو حسن بھی کہا ہو وھذا لا یخفیٰ کلہ علیٰ من لہ تفقہ فی الدین ۱۲۔ منہ

اور من ذا الذی یقرض اللہ قرضاً حسناً میں جب باہم اہیاد صوری
کے اس قسم کی تعبیرات بلحاظ طریق اوّل صحیح اور جائز ہیں اگرچہ
بانضمام نیت فاسدہ اور بارادۂ طریق ثانی یہاں بھی احتمال شرک
کا قائم ہے پھر ایسی عبارات کو نسبت اولیاء کرام رض کے بعد ارتحال
فقط بربنائے ارادۂ طریق ثانی جو مستبعد اور غیر متبادر ہیں یا بر
بنائے عدم قدرت مسئول عنہم بعد الارتحال کی ناجائز اور شرک ٹھہرانا
خلاف حق ہے بلکہ اپنے کو محل خطر اور مصداق بناء احدھما کا بنانا ہے
اس لئے کہ بناء اوّل تو لازم اور متعین نہیں بلکہ اوسکا خلاف یعنی
ارادۂ طریق اول متعارف اور متبادر ہے اور نیز اس وجہ سے کہ جہاں کوئی
احتمالات کفر کی ہوں اور ایک احتمال اُس کے نفی کا ہو تو عمل احتمال نفی
پر کیا جاتا ہے مشہور ہے قال العلی القاری فی شرح الفقہ الاکبر
وقد ذکروا ان المسألۃ المتعلقۃ بالکفر اذا کان لہا تسع وتسعون
احتمالا للکفر واحتمال واحد فی نفیہ فالاولی للمفتی والقاضی
ان یعمل بالاحتمال الثانی لان الخطاء فی ابقاء الف کافر اھون
من الخطاء فی افناء مسلم واحد انتہی اور بنائے ثانی یعنی مطلقاً
عدم قدرت مسئول عنہ کی نسبت شیئ مسئول متبادر اور متعارف کی
کبھی متحقق نہیں اسلئے کہ بحسب عرف و عادت کے اونسے فقط توسل بطریق
سفارش وشفاعت مطلوب ہوتا ہے اور اصل مطلب جسکا یہ ذریعہ اور
توسل اختیار کیا ہے حضرت حق سبحانہ وتعالےٰ سے طلب کرتے ہیں چنانچہ
شاہ ولی اللہ صاحب رح انتباہ میں بعد لکھنے ترکیب ختم طریقہ قادریہ
کے جس میں یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کا ایکسو گیارہ بار پڑھنا
لکھا ہے آخر مرقوم فرماتے ہیں درود یک صد و یازدہ بار خواندہ ختم میکنند
و از خدا تعالےٰ مطلب میخواہند انتہی اور یہ امر یعنی توسل وسفارش

جو لفظ شیئاً للہ سے مراد ہو استمکین و تقدیر حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ انکا
مقدور ہے بعد علم آنکے طلب توسل کے باعلام و الہام الٰہی وسیلہ ہو کر انکا
سفارش کرنا کیا تعجب کی بات ہے بلکہ بعض اولیاء کرام ذوی المناصب
کو تدبیرات اور تصرفات عالم میں علی حسب المراتب حق سبحانہ و تعالیٰ کی
طرف سے بعد الارتحال بھی دخل ہوتا ہے چنانچہ تفسیر بیضاوی میں سورۂ
والنازعات غرقاً کی تفسیر میں لکھا ہے وصفات النفوس الفاضلة
حال المفارقة فانها تنزع عن الابدان غرقا ای نزعا شدیدا من
اغراق النازع فی القوس صح فتنشط الی عالم الملکوت وتسبح
فیه فتسبق الی حظائر القدس فتصیر لشرفها وقوتها من
المدبرات انتہیٰ ۔ جب حضرت حق سبحانہٗ و تعالیٰ نفوس زکیہ
اولیاء کرام کو فالمدبرات امرا میں درج فرما کر ان کی قسم کھائی تو ان سے
طلب توسل و استمداد کیونکر نہ کیجائے جیسے جملہ مذکورہ (یا شیخ عبدالقادر
جیلانی شیئاً للہ) میں اور اس کو کفر و شرک کیونکر ٹھہرایا جاوے امامنا
و مقتدانا و وسیلتنا الی اللہ سبحانہ حضرت امام ربانی مجدد الف
ثانی افرغ اللہ علینا من مجار خدماتهم و انهار برکاتهم
کتاب دھاقا جلد ثانی کے مکتوب اٹھاون میں فرماتے ہیں جنیان را بتقدیر
اللہ سبحانہٗ این قدرت بود کہ متشکل باشکال گشتہ اعمال غریبہ بوقوع
آرند مر ارواح کمل را اگر این قدرت عطا فرمایند چہ محل تعجب است و چہ
احتیاج بہ بدن الخ حضرت شاہ ولی صاحب رح حجۃ البالغہ میں لکھتے
ہیں واذا مات انقطعت العلاقات ورجع الی مزاجه
فیلحق بالملائکة وصار منهم والهم کالهامهم ویسعی فیما
یسعون وربما اشتغل هؤلاء باعلاء کلمة الله ونصر
حزب الله وربما کان لهم لمة خیر بابن آدم انتہی ۔ و

قال الامام الغزالی فی الاحیاء کل من یستمد فی حیاتہ یستمد بہ بعد وفاتہ انتہی کذا نقل الشیخ عبد الحق الدہلوی فی شرح المشکوٰۃ حاصل یہہ ہے کہ جملہ مذکورہ یا شیخ الخ واسطے استمداد اور طلب توسل کے مقرر ہے کبھی اس کو بطریق عمل اور کبھی بطور تبرک بھی پڑھتے ہیں لہذا اس کے جواز میں کچھ تامل نہیں البتہ اگر کوئی اس میں اعتقاد سوء ملائے اس کو اس اعتقاد سے ممانعت چاہیئے فتاوے خیریہ میں ہے یا شیخ عبد القادر فہو نداء اذا اضیف الیہ شیئ للہ فہو طلب الشیئ اکراما للہ تعالے فما الموجب لحرمتہ انتہی مختصرا و فی الدر المختار ناقلا عن شرح الوہبانیۃ کذا شیئ للہ قیل یکفر انتہی قال علیہ علامۃ الشامی فی رد المحتار لعل وجہہ انہ طلب شیئا للہ واللہ تعالیٰ غنی عن کل شیئ والکل مفتقر و محتاج الیہ و ینبغی ان یترجح عدم التکفیر فانہ یمکن ان یقول اردت ان اطلب شیئا اکراما للہ تعالے شرح الوہبانیۃ۔ قلت و ینبغی او یجب التباعد عن ہذہ العبارات وقدمر ان فیہ خلاف یومر بالتوبۃ والاستغفار و تجدید النکاح لکن ہذا ان کان لا یدری ما یقول اما ان القصد المعنی الصحیح فالظاہر انہ لا باس بہ انتہی اب خوب ظاہر ہو گیا کہ جملۂ مذکورہ کے پڑھنے والوں پر حکم کفر دینا خلاف حق ہے پس بعض روایات سے دھوکا کھا کر کفر کا حکم دینا نہ چاہیئے چنانچہ خیر الدین رملی بعد عبارت منقول سابق کے لکھتے ہیں ولا یجوز الاغترار بما فی قید الشرائد و نظم الفوائد و من قال شیئ للہ بعض یکفر الخ اذ لا وجہ لذلک وکیف ذلک مع قولہم لا یخرج المؤمن من الایمان الا جحود ما ادخلہ فیہ و قولہم الکفر شیئ عظیم فلا یکفر المسلم

اذا اختلف فیہ ولو بروایۃ ضعیفۃ ومعاذ اللہ ان یوجد الکفر بذلک وقد قال شارحہ وینبغی ان یرجح فیہا عدم التکفیر ووجہ التکفیر بانہ طلب شیٔ للہ وھو جل وعلا غنی عن کل شیٔ فان کل محتاج الیہ وھذا لا یختلج فی خاطر احد فان ذکرہ تعالےٰ للتعظیم کما فی قولہ فان للہ خمسہ ومثلہ کثیر انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم واحکم سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد رب العٰلمین ـ

کتبہ العبد المذنب العاصی محمد گوھر علی عفا اللہ سبحانہ عن ذنبہ الخفی والجلی [مہر: محمد گوھر علی] رام پور

لا شک فی صحۃ الجواب فللہ در المجیب الشاب محمد ارشاد حسین عفی عنہ [مہر: احمدی محمد ارشاد حسین] رام پور

الجواب صواب العبد محمد امداد حسین عفی عنہ [مہر: محمد امداد حسین] الجواب صواب بلا ریب

وارتیاب [مہر: خان محمد عبد الغفار] [مہر: عبدہ محمد المتوکل علی اللہ]

بے شبہ اس جملے متبرکہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کے پڑھنے کی ممانعت مخالفین سے مبنی ہے اوپر وجوہ ثلثہ مذکورہ فی الجواب کے یعنے ندا غائب کو اور استعانت بالغیر اور کلمۂ للہ مبارک سے توہم احتیاج نسبت حضرت حق سبحانہ و تعالےٰ کے سو وجہ ثالث میں مخالفین نے مقابلہ کیا ہے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے نعوذ باللہ منہا اس لئے کہ فان للہ خمسہ کلام اللہ میں اور من اعطے اللہ

کلام رسول اللہ صلعم میں وارد ہے دیکھو مفسرین و محدثین نے
اُس کے معنے کیا کیئے ہیں پھر اُس کے مقابل میں محض اپنے نتیجہ
کو دخل دینا کیسا ایمان اور اسلام ہے خصوصًا بزرگان دین اور
پیشوایان شرع متین کے اعمال میں اپنے خیال فاسد سے وجہ ناجائز
تراش کر اُن کو مورد سہام طعن بنانا شقاوت کی علامت ہے اور
ندا غایب کو حالت حیات میں اور بعد الممات ثابت ہے قول و فعل
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور ائمہ اعلام سے
جیسا کہ تحقیق محقق مجیب سے واضح و لایح ہے غور کرنا چاہیئے کہ یا
محمد انی اتوجہ بک الی ربی خصوصًا اور اعینونی یا
عباد اللہ عمومًا خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ
رضوان اللہ علیہم اور غیر صحابہ کو تعلیم فرمایا یا نہیں بعض ارکان
اسلام یعنے نماز میں السلام علیک ایھا النبی عمر کا پڑھنا
ہر شخص پر ضرور ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے یا کسی
اور کا اور علے ہذا القیاس استعانت بالغیر بطریق توسل بلا اعتقاد
استقلال مامور بہ ہے ساتھ نص قطعی کے اور ثابت ہے قول و فعل
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قول و فعل صحابہ اور ائمہ دین سے
رضوان اللہ علیہم اجمعین ویکفی فی اثباتہ ما حررہ الفاضل
المجیب بارک اللہ سبحانہ فی حیاتہ و فی حسناتہ فلا
نطول الکلام ھھنا و سنفصلہ ان شاء اللہ تعالیٰ
سبحانہ عند الحاجۃ - الحاصل جو امر کہ ثابت ہوا آیت اور حدیث
سے اور مامور بہ ہوا اور سنت کہ قول و فعل ہوا آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم اور صحابہ کرام کا اس کو ناجائز کہنا اپنے گمراہی کا
ثبوت دینا ہے اور جب خصوصیت میں کلام آئیگا عہدہ تشفی [illegible]

دینا پڑیگا یا مخالف کی اطاعت ہم نہیں جانتے کہ یہ مخالفت ثمرہ ہے عالم
بالحدیث ہونے اور موحد بننے کا یا خیال خام ہدایت کا یا انکار
ولایت حضرت امام الاولیا رضی اللہ عنہ کا اول و ثانی تو مصداق
ہے مضمون اس بیت کا بیت و مجدت حتیٰ حدت
تخل حائلاً × للمنتهى ومن السرور بكا × باقی رہا ثالث
سو اسکا جواب یہ ہے کہ اسی فرقۂ مخالف سے اسی محل میں ہمارا
کلام نہیں ہے توحید و رسالت کے منکر بھی تو عالم میں آخر موجود ہیں
پھر اُن کا وجود کیا مستبعد ہے - واللہ سبحانہ الموفق الرضائه
وللایمان به وباولیائه +

الع‍‍‍‍‍‍‍‍‍‍‍‍بد

ابو الذکا سراج الدین محمد سلامت اللہ
رام پوری

یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ دعوات عظیمہ اور اسرار فخیمہ سے ہے
اور قضاے حوائج کیواسطے مجربات و معمولات سے شیوخ سلسلۂ
قادریہ کے ہے ایک جماعت اکابر علما و فقہا کی اس کے کہنے کو جائز
رکھتی ہے اور جو لوگ کہ اس کے کہنے کو منع کرتے ہیں اون کے قول
کو رد کیا ہے پھر جب وہ کہنا جائز ہوا اور شرک نہ ہوا تو اُس کے
کہنے والے کے پیچھے نماز بھی بلا شبہہ درست ہے خیر الدین رملی
نے فتاوے خیریہ میں کہا ہے - واما قولهم یا شیخ عبد القادر
شیئاً للہ فهو نداء واذا اضيف اليه شي لله فهو طلب
الشي اكراما لله فما الموجب لحرمته ولا يجوز الا غترار
بما في قيد الشرائد ونظم الفرائد ومن قال شيء لله

بعض یکفر الجز اذ لا وجہ لذلک وکیف ذلک مع قولہم لا یخرج المومن من الایمان الا جحود ما ادخلہ فیہ وقولہم الکفر شیئ عظیم فلا یکفر المسلم اذا اختلف فیہ ولو بروایۃ ضعیفۃ ومعاذ اللہ ولان یوجد الکفر بذلک وقد قال شارحہ وینبغی ان یرجح فیہا عدم التکفیر ووجہ التکفیر بانہ طلب شیئ للہ وھو جل وعلا غنی عن کل شیئ فالکل محتاج الیہ وھذا لا یختلج فی خاطر احد فان ذکرہ تعالیٰ للتعظیم کما فی قولہ فان للہ خمسہ ومثلہ کثیراً انتہیٰ اور مولانا الشیخ حسین مکی نے کشط الاہاب میں لکھا ہے واذا ثبت ان الانبیاء والاولیاء بعد الارتحال من ھذا الدار اسمع وابصر من الاحیاء فان نادا ھم بعض ما ھو فیہ وطلب منہم التوسل والدعاء عند اللہ لکشف ھمومہ واسناہ وقال مثلا یا عبد القادر شیئاً للہ فلا نری بہ باسا وشناعتہ ویکون طلب للتوسل والشفاعۃ لانا نعتقد ان احدا بعد الموت لا یملک شیئا من التصرف فی الوجود بل لا معطی ولا واھب الا اللہ النافع الکریم الودود ولا یطلب منہم الا ما یملکونہ وھو التوسل عند اللہ فی قضاء الاوطار وھذا التوسل جائز کما ثبت بالاخبار والآثار انتہیٰ اور فتاوے علامۃ السید عمر البصری المکی میں ہے سئل رضی اللہ عنہ عن قول الناس شیئ للہ یا فلان ھل ھذا اللفظہ عربیۃ ام عجمیۃ وھل نہی عنہا الشافعی فی بعض کتبہ او بعض اصحابہ وھل فی ذلک علماء حکم وکلام لا اجاب قول العامۃ شیئ للہ

یا فلان عربیۃ لا عجمیۃ لکنہا من المولودات اہل العرف ولم
تحفظ لاحد من الائمۃ نصاً فی النہی عنہا ولیس المراد بہا
فی اطلاقہم شیئاً یستدعی مفسدۃ الحرام والمکروہ
لانحصار انما یذکرونہا استمداداً وتعظیماً لمن یحسنون فیہ
الظن واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم انتہی اور شیخ احمد السجاعی شرح
تحفہ نیدوقیہ میں فرماتے ہیں وقد سئل الحافظ شہاب الدین
ابن حجر العسقلانی عن قال شیٔ للہ یا سیدی عبد القادر
فقال لہ شخص ہذا شرک فہل دعوی الاشراک خطأ فی قائلہ
ویجب علیہ التوبۃ والاستغفار من ذلک فاجاب بما
حاصلہ ان اعتقد القائل ان حصول الکائنات بارادۃ اللہ
تعالیٰ ولم یقصد بحقیقۃ الدعاء لم یمنع وکان الاولیٰ
ان یقول اسأل اللہ واتوسل بعبدہ فلان ان یقضی
حاجتی واما اطلاق کون ذلک اشراکاً فلا وانما تکلم فی
ذلک ابن تیمیہ واراد التحذیر مما وقع لاہل الجاہلیۃ لکنہ
توسع فی ذلک کعادتہ وانکر الناس علیہ ذلک من زمانہ
الی الآن خصوصاً فی قولہ انہ لا یتوسل باحد من الانبیاء
ولا نبینا صلی اللہ علیہ وسلم علم بعض الصحابۃ ان یقولوا
انی اتوسل الیک بنبی الرحمۃ انتہی۔ اور مولانا محمد غوث
رحمۃ اللہ علیہ انہار المفاخر فی مناقب الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ
میں لکھتے ہیں بدانکہ یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ نیز از دعوات عظیمہ
و اسرار فخیمہ است و در قضاء حوائج از مجربات و معمولات شیوخ
سلسلۂ قادریہ است انتہی اور امام العلماء قاضی الملک بدر الدولہ
مرحوم نثر الجواہر میں فرماتے ہیں یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ کہنی

بڑی دعوت ہے اور حاجت برآئی میں مجرب ہے انتہے واللہ اعلم۔

کتبہ عبید اللہ کان اللہ تعالےٰ لہ قاضی مدراسی

خادم شریعت غرا عبید اللہ قاضی مدراسی

الجواب صحیح سید محمد اسحاق الخاطب طرازش خاں

طرازش خاں

قد صح الجواب العبد محمد ظہور الحسن عفی عنہ

فی الحقیقت پڑھنا یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا بغرض استشفاع و توسل بجناب قطب الاقطاب در درگاہ مسجود الجباہ رب الارباب تعالےٰ جائز ہے اور تفصیل اس کی بعضے فتاوٰے میں حضرت شیخ محمد عابد سندھی مدنی قدس سرہ السنی کے مذکور ہے ہاں بہ نیت تقرب جناب قطب الاقطاب باعتقاد استقلال انجاح مراد شرک ہے والعیاذ باللہ مفہ فتح العزیز میں ہے از آنجملہ اند کسانیکہ در ذکر دیگراں را با خدا ہمسری کنند و نام دیگراں را مانند نام خدا بطریق تقرب ذکر مے کنند و از آنجملہ اند کسانیکہ در دفع بلا یا دیگراں را مے خوانند و ہمچنین در تحصیل منافع بدیگراں رجوع مے نمایند باستقلال نہ آنکہ توسل بآں دیگراں نمایند انتہیٰ۔ اور یہ بھی ہے و استعانت از غیر بوجہیکہ اعتماد برآں غیر باشد و او را مظہر عون الٰہی نداند حرام ست و اگر التفات محض بجانب حق است و او را یکے از مظاہر عون الٰہی دانستہ و نظر بکارخانہ اسباب و حکمت او تعالےٰ دراں نمودہ بغیر استعانت ظاہر مے نماید دور از عرفان نخواہد بود و در شرح نیز جائز و روا ست و انبیاء و اولیا ایں نوع استعانت بغیر کردہ اند و در حقیقت ایں نوع استعانت بحضرت حق است لا غیر انتہیٰ اور نماز پیچھے مشرک کے درست نہیں ہے اسکا اعادہ چاہیئے۔ واللہ اعلم

حررہ ابو الاحیا محمد نعیم غفر اللہ له العلی الرب الحکیم لکھنوی۔

الجواب صحیح حررہ ابو الاکرم محمد اکرم عفی عنہ

ابو الاکرم محمد اکرم

فی الواقع پڑھنا یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کا مطلقاً محکوم علیہ کسی حکم کے ساتھ نہیں ہو سکتا بلکہ بعض تقادیر پر محکوم علیہ ساتھ ایک حکم کے اور دوسرے پر دوسرے کا ہوگا اور تفصیل ضروری اس کی یہ ہے کہ کلام مذکور سے ندا و استمداد مقصود ہے یا نہیں اگر مقصود ہے تو یہ قصد آیا مبتنی ہے ذریعہ جاننے پر حضرت شیخ کے باب انجاح مرام میں اور احتمال پر حضور حضرت شیخ کے کہ جو متعلق مشیت الٰہی ہے خواہ وہ حضور بارفاع حجابات ہو یا باحضار نفس نفیس یا لطیفہ مثالیہ حضرت شیخ ہو یا مبتنی ہے خلاف برآں دونوں امروں کے بر تقدیر اول اگر کوئی کلام مذکور کو باجازت مرشد کامل و حاذق کے کہ جو طبیب روح ہے پڑھتا ہو تو پڑھنا اس کا گویا واجب و ضروری ہے اور اگر بلا اجازت ایسے مرشد کے پڑھتا ہو تو جائز ہے مگر ترک اولےٰ بلکہ مقام اُس کے ورد وظائف قرآنیہ و حدیثیہ کا اجری و انسب ہے اور بر تقدیر ثانی بجمیع صورت پڑھنا ناجائز ہے مگر ایک تقدیر پر کہ جو ہونا قصد کا مبتنی ذریعہ اور حضور یقینی مشیت الٰہی پر ہے پڑھنا مکروہ و مستنکر معلوم ہوتا ہے اور اگر ندا و استمداد مقصود نہ ہو تو حکم پڑھنے کا وہی ہے کہ جو شق اول کی تقدیر اول پر ہو چکا اور انہی صورت مذکورہ میں سے جو صورت ناجائز ہے وہ مشرک ہے خاص اُنکا اشراک ہے اور نماز پیچھے اُس کے غیر جائز اور اعادہ نماز سابق کا کہ جو اُس کے پیچھے پڑھی گئی ہے لازم و ضروری ہے۔ واللہ اعلم و علمہ اتم۔

حررہ الراجی عفو ربہ الہادی محمد عین القضاۃ الحیدر آبادی صانہ اللہ ذو الایادی بکرمہ الہادی فی العواقب والمبادی -

المجیب مصیب
احمد حسین عفی عنہ
مدرس دار العلوم کانپور
(مہر: دل آرجان احمد حسن)

الجواب صواب
محمد علی عفی عنہ
کانپوری

الجواب صحیح والرائی نجیح
ابو القاسم محمد عبد الحق
الحنفی البہاری نور اللہ
قلبہ بنور العرفان وجزاہ
غرفات الجنان

العبد
محمد مسعود نقشبندی
دہلوی

لاریب فی صحۃ ہذا الجواب فقد ظہر الحق فی ہذا الباب ولیس بعد الحق الا الضلال وللمجیب المصیب جزاءہ عند المتعال
العبد حامد حسین عفی عنہ
(مہر: حامد حسین)

اعظم اللہ اجرا من اجاب فانہ اظہر الحق والصواب
(مہر: محمد ریاست علیخاں)

واضح یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کا پڑھنا شرک جبھی ہے جب شیخ کو عالم بالغیب و متصرف مستقل سمجھے مگر جب یہ اعتقاد نہیں بلکہ برکت و اثر جان کے پڑھے تو ہرگز نہ کفر ہے نہ فسق نہ موہم شرک بلکہ مجرب و معمول مشائخ قادریہ ہے۔ اسی پر مستند قول شاہ ولی اللہ صاحب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ ہے الیتوسل بشیخہ کے پیچھے جو اس کو جائز رکھتا ہو نماز پڑھنا درست ہے اور اعادۂ نماز لازم نہیں فتاوے خیریہ میں ہے یا شیخ عبد القادر فہو نداء اذا اضیف الیہ شیئ فھو طلب الشیئ اکراماً للہ فما الموجب لحرمتہ انتہی۔ کشف الالباب میں حسین مکی نے لکھا ہے

واذا ثبت انّ الانبیاء والاولیاء بعد الارتحال من هذه الدار ینفع
ویجعل من الاحیاء فان ناداهم بعض الملهوفین وطلب
منهم التوسّل والدّعاء عند الله لکشف همومه واساه
وقال مثلا یا شیخ عبد القادر شیئا لله فلا نری به باسا
وشناعته ویکون طلبا للتوسّل والشّفاعة لانا نعتقد ان
احد بعد الموت لا یملک شیئا من التصرّف فی الوجود
بل لا معطی ولا واهب الا الله النّافع الکریم الودود
ولا یطلب منهم الا ما یملکونه وهو التوسّل عند الله
فی قضاء الاوطار وهذا التوسّل جائز کما ثبت بالاخبار
والآثار انتهی هذا والله اعلم حرره المتعوذ بالله من
رقیته الشّیطان الراقی محمد المدعو بعبد الباقی
تجاوز الله عن سیاٰته یوم التّلاقی وجعله مظهر
الاسم الباقی۔

محمد عبد الباقی

فرنگی محل لکھنؤ

جب یہ استفتا مرتب ہو گیا تو چند احباب متقاضی ہوئے کہ
اس کو طبع کرا دینا چاہئے کہ بعض لوگوں کو جو اس مسئلہ میں بکمال
غلو انکار ہے وہ اس سے آگاہ ہو جائیں اور خواہ مخواہ کسی
مسلمان پر کفر و شرک کے فتوے دیکر خود معصیت میں مبتلا ہوں
لہذا اس کے چھپوانے کی کوشش کی گئی۔ ربنا لا تؤاخذنا
ان نسینا او اخطانا سبحان ربک رب العزۃ عمّا
یصفون وسلام علی المرسلین والحمد لله رب العلمین

فہرست کتب جن میں یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ الفاظ کی ہمیں سند پائی جاتی ہے

نام کتاب	نام مصنف
فتاوائے خیریہ	خیر الدین رملی استاد صاحب در مختار رحمۃ اللہ علیہ
فتاوی	شیخ محمد عابد سندھی مدنی رحمۃ اللہ علیہ
فتاوی	علامۃ السید عمر البصری المکی رحمۃ اللہ علیہ
شرح قصیدہ زرقیہ	شیخ احمد السجاعی رحمۃ اللہ علیہ
کشف الالباب	مولانا شیخ حسین المکی رحمۃ اللہ علیہ
مکتوبات معصومیہ	حضرت خواجہ محمد معصوم فرزند و جانشین حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
انتباہ	حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
نثر الجواہر	امام العلماء قاضی الملک بدر الدولہ مرحوم
اظہار المفاخر	مولانا محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ